Al-Azhār

Volume 8, Issue 2 (July-December, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/19

URL http http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/418

Article DOI: https://doi.org/ 10.5281/zenodo.7538882

Title The Economic Role of Muslims in a Pluralistic Society

Author (s): Bakhtmina Sughra, Dr Hafiz Fayaz Ali, Dr. Aminullah

Received on: 26 January, 2022

Accepted on: 27 March, 2022

Published on: 25 December, 2022

Citation: Bakhtmina Sughra, Dr Hafiz Fayaz Ali,Dr. Aminullah,, The Economic Role of Muslims in a Pluralistic SocietyAl-Azhār:8 No.2 (2022): 99-111

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تکثیری معاشرے میں مسلمانوں کا معاشی کردار

(The Economic Role of Muslims in a Pluralistic Society)

*Bakhtmina Sughra
** Dr Hafiz Fayaz Ali
***Dr. Aminullah

Abstract

It is known that the position of the second group of scholars is more prevalent in view of the pluralistic culture. This is the story of the modern age. Now in no region of the world have the Muslims conquered the non-Muslims by force of war and force but they live with the non-Muslims of their own free will.

If a non-Muslim resides in a Muslim country and the Muslims take some money from him for social, economic and military security and he gives it willingly, then there is no humiliation in it, but in it. His role will be that of a contract dhimmi.

Keywords: *group،, scholars،, prevalent،, pluralistic،, non-Muslims*

.

**Visiting at the Faculty of Theology Department ,Islamia Collage University. Peshawar*
***Lecturer Department of Islamiyat University of Peshawar*
****Assistant professor Deptt Islamiat Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper*

معاشرے میں مسلمان اور غیر مسلم ایک ساتھ قیام پذیر ہوں وہاں مسلمانوں کی معاشی سرگرمیاں انتہائی احتیاط کا تقاضا کرتی ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں ذرائع کسب کے ضمن میں حلال اور حرام کا معاملہ درپیش ہوتا ہے اور دوسری جانب افراط زر سے معاملات میں اسلام کے اصولِ تجارت وکسب اور غیر مسلموں کے معاشی افکار کے مابین اختلاف کی وجہ سے کئی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں اسلام نے مسلمانوں کے لیے بھرپور رہنمائی کی ہے اور ان کے سامنے معاشی اخلاقیات کے ایسے اصول رکھے ہیں جن کی رو سے تکثیری معاشرے میں ان کے کردار کی مثبت پیرایوں میں تشکیل کی جاسکتی ہے۔

غیر مسلموں کے اموال کی حفاظت

تکثیری معاشرے کی باگ دوڑ اگر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور مسلمان حکمران ریاست کا سربراہ ہو تو غیر مسلموں کی طرف اس کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ ان کے اموال کی حفاظت کا مکمل انتظام کرے اور کسی بھی غیر مسلم کی املاک یا نقدی کو کسی مسلمان کی جانب سے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔یہ غیر مسلم ذمی ہو یا معاہد، دونوں صورتوں میں ان کے اقتصادی حقوق کی ذمہ داری حکومتِ وقت پر عائد ہوتی ہے اور اس سے کسی صورت میں انحراف کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ابو عبیدہ بن جراح، جو شام کے گورنر تھے، کو ایک خط لکھا اور اس میں یہ نصیحت کی فرمائی کہ:

امنع المسلمین من ظلمھم والاضرار بھم واکل اموالھم الا بحقھا[1]

"ان لوگوں پر مسلمانوں کو ظلم کرنے، ان کو ضرر پہنچانے اور ان کے ناحق اموال کھانے سے باز رکھو"۔

اسی طرح اسلامی ریاست کا یہ قانون بھی مسلمہ ہے کہ:

"لایوخذ من اموالھم الا بالحق یجب علیھم[2]"

"ان پر جو حق واجب ہے اس کے علاوہ ان کے اموال میں سے کچھ بھی نہ لیا جائے"۔

اس لیے علامہ یوسف قرضاوی اسلامی فوجداری قوانین کے اہم پہلو "قطع ید" کے ضمن میں واضح طور پر لکھتے ہیں کہ:

"فمن سرق مال ذمی فقطعت یدہ"[3]

"جس کسی نے بھی کسی ذمی کے مال کو چوری کیا، اس کے بدلے میں اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا"۔

مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے شراب پینا اور سور کا گوشت کھانا حرام کر رکھا ہے۔ اس لیے مسلمان ریاست میں ان کی تجارت بھی حرام ہے۔ چنانچہ ان کے یہاں شراب اور سور کو ملکیت میں رکھنا بھی جائز نہیں ہے البتہ غیر مسلم آبادی میں غیر مسلموں کے ہاں سور کا گوشت اور شراب موجود ہوتا ہے۔ اسلام نے ان دونوں چیزوں کو ان کا مال تسلیم کیا ہے۔ اس لیے یہ پابندی بھی عائد کر دی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلموں کی اس طرح کی چیزوں کو ضائع کر دے تو بدلے میں اس مسلمان کو اس ضیاع کا تاوان ادا کرنا ہو گا:

"ويضمن المسلم قيمة خمره وخنزيره اذا اتلفه [4]

مسلمان اس شراب اور خنزیر کی قیمت ادا کرے گا جب اس کو تلف کرے گا۔

ذمیوں کو اپنے معاشی معاملات کے ضمن میں مسلمانوں کی طرح برابری کی سطح پر جدوجہد کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کے لیے جو تجارتی طریقے جائز ہیں وہی طریقے اختیار کرنے کا حق غیر مسلموں کے پاس بھی ہے۔ اسی طرح ایسی معاشی صورتیں جن کے نتیجے میں کسی کا استحصال ہو سکے، مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کے لیے بھی ممنوع ہیں۔ اگرچہ غیر مسلموں کے لیے شراب اور سور کی تجارت پر پابندی نہیں لگائی گئی ہے لیکن مسلمانوں کو پابند کیا ہے کہ وہ ان دونوں چیزوں کی تجارت سے احتراز کریں۔ امام سرخسی لکھتے ہیں کہ:

"لا يجوز بين اهل الذمة شئى من بيوع الصرف والسلم وغيرها الا ما يجوز بين اهل الاسلام ما خلا الخمر والخنزير [5]

تجارت کی جو اقسام مسلمانوں کے لیے جائز ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی تجارت کی قسم اہل ذمہ کے لیے جائز نہیں ہوں گی سوائے خنزیر اور شراب کی تجارت کے۔

اس اخلاقی پہلو کے ساتھ ساتھ اسلام نے کچھ امور کے بارے میں مسلمانوں کی رہنمائی بھی کی ہے جن کا لحاظ رکھتے ہوئے تکثیری معاشرے میں مسلمانوں کے معاشی کردار کی ایک واضح صورت سامنے آجاتی ہے۔

غیر مسلموں کی معاشی تالیف قلب کا قرآنی تصور

قرآن مجید نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ صدقات کے مال کا ایک حصہ غیر مسلم کی تالیف قلب کی مد میں دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ[6]

آیت کی روشنی میں صدقات کی رقم کے مصارف مندرجہ ذیل ہیں۔

1. فقراء
2. مساکین
3. محکمہ زکوٰۃ کے ملازمین
4. وہ غیر مسلم جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنی ہو
5. غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے
6. قرض میں جکڑے ہوئے لوگوں کو آزاد کروانے کے لیے
7. اللہ کے راستے میں
8. مسافروں میں

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ

"جو لوگ اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں اور حکومت کو ان کی دلداری ملحوظ رکھنی پڑے ان کو مولفۃ القلوب کہا جاتا ہے۔ حکومتوں کو بعض اوقات ایسے با اثر افراد کے ساتھ اچھے مراسم تشکیل دینے پڑتے ہیں جو ان کی مکمل رعیت نہیں ہوتے ہیں۔ یہ مسلمان اور غیر مسلم، دونوں میں سے کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کو اگر قوت کے استعمال کے ذریعے قابو کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے نتیجے میں مسلمانوں کے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ان کی تالیف قلبی کے لیے حکومت ان کو مال دیتی ہے۔ خصوصی طور پر سرحدی علاقوں میں رہنے والے ایسے افراد کی تالیف قلبی سے

ریاست کو بڑے بڑے خطرات سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔مبادا اگر یہ دشمن کی ہمدردیاں سمیٹ لیں تو یقیناوہ اسلامی حکومت کے بجائے دشمن کا ساتھ دین گے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس کو "پولیٹیکل مصرف" قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق حکومت اپنی تمام مدات میں سے کسی میں سے بھی اس پر خرچ کر سکتی ہے"[7]۔

مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ غزوہ حنین کے بعد نبی اکرم ﷺ نے پندرہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے سو سو اونٹ دیے تھے۔ان کو مولفۃ القلوب کہا جاتا ہے۔اس کے علاوہ آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ کا اسلام کی طرف میلان دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کو بھی تالیف قلب کے لیے صدقات میں سے مال دیا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ غیر مسلموں کے مال دینے کی تین صورتیں ہیں۔

1. طاقت ور کافروں کو اس غرض سے مال دینا کہ وہ مسلمانوں کے لیے مسائل و مصائب کا باعث نہ بنیں اور جو لوگ مسلمانوں کو اذیت دیتے ہیں ان کو اس کام سے باز رکھیں۔
2. غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی رغبت پیدا کرنے کے مال دینا تا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے قریب آسکیں۔
3. نو مسلم حضرات کی دل جوئی کے لیے ان کو مال دیتے ہوئے ان کی خاطر داری کرنا تا کہ وہ کفر کی طرف واپس نہ لوٹ سکیں[8]۔

اس کے ضمن میں مفتی محمد شفیع کے مطابق عام صدقات غیر مسلموں کو دیے جاسکتے ہیں۔صدقات میں سے صدقۃ الفطر بھی غیر مسلموں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ "تصدقوا علی اھل الادیان کلھا" ہر مذہب کے پیروکار کو صدقہ دو۔لیکن زکوۃ کی رقم غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کو حکم دیا کہ مسلمان مال دار لوگوں سے زکوۃ لے کر ان کے غربا پر خرچ کرنا[9]۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے مفتی محمد شفیع سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عہد نبوی میں زکوۃ کی رقم سے غیر مسلموں کی تالیف قلب کا کام کیا جاتا تھا[10]۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ تالیف قلب اصل میں کسی کے دل کو موہ لینے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔جو لوگ اسلام کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف عمل ہوں ان کو رقم دے کر ان کا جوش ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کافروں میں موجود وہ لوگ جو تنگ دست ہوں اور یہ امید ہے کہ ان کی مالی معاونت کر کے ان کے کفار سے توڑا جا سکتا ہے ان کو مالی معاونت فراہم کرنا بھی تالیف قلب میں شمار ہوتا ہے۔وہ نو مسلم جو پہلے اسلام کے سخت مخالف تھے، ان کے بارے میں اندیشہ ہو کہ اگر ان کی مالی معاونت نہ کی گئی تو وہ مرتد ہو کر دوبارہ کفار کے ساتھ جا ملیں گے ان کو وقتی عطیے، مستقل وظائف وغیرہ دے کر اسلام کی حمایت، مدد، اطاعت، فرماں برداری پر امادہ کیا جا سکتا ہے۔اس مد میں مال غنیمت اور دیگر صدقات کو بھی خرچ کیا جا سکتا ہے۔یہاں سید مودودی نے مفتی محمد رفیع سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو غیر مسلموں کی تالیف قلب کے لیے زکوٰۃ کی مد میں سے بھی رقم کرچ کی جا سکتی ہے۔ان کا موقف ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ غیر مسلم مفلس اور نادار ہو تب ہی اس کی تالیف قلب کے لیے اس کو صدقات اور زکوۃ کی رقم دی جائے گی بلکہ رئیس اور مال دار غیر مسلم کی تالیف قلب کے لیے بھی یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔سید مودودی نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی ﷺ کے عہد میں بہت سے لوگوں کی تالیف قلب کے لیے وظائف اور عطیات مقرر کیے گئے تھے۔البتہ یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا یا نہیں؟اس کے بارے میں اختلاف ہے۔امام ابو حنیفہ کے مطابق حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں یہ طریقہ ساقط ہو گیا تھا اس لیے اب مولفۃ القلوب کو مال دینا جائز نہیں ہے۔امام شافعی کے موقف کے مطابق زکوۃ کی مد میں فاسق مسلمان کو مال دیا جا سکتا ہے لیکن کسی کافر کو زکوۃ کا پیسا نہیں دیا جا سکتا ہے۔کئی فقہا ایسے بھی ہیں جن کے مطابق اب بھی صدقات میں تالیف قلب ایک مستقل مد کی صورت میں موجود ہے۔

سید مودودی نے احناف کے موقف کی یہ دلیل لکھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن خلیفہ وقت کے پاس آئے اور ان سے زمین کا ایک خطہ طلب کیا۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو تحریری طور پر زمین کا خطہ دے دیا اور اپنے اس فیصلے کے حق میں صحابہ کرام کی آراء لینے کے لیے ان کی گواہیاں طلب کیں۔صحابہ نے گواہیاں دے دیں۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گواہی طلب کی گئی تو انھوں نے گواہی دینے کے بجائے اس فرمان کو پھاڑ دیا اور کہا کہ نبی اکرم ﷺ تم لوگوں کی تالیف قلب کے لیے تمہیں مال دیا کرتے تھے کیوں کہ اس وقت اسلام کمزور تھا۔اب اسلام کمزور نہیں ہے اس لیے

اسلامی معاشرہ تم لوگوں کی جانب سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ دونوں حضرات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے کر پہنچے اور کہا کہ اس وقت مسلمانوں کے امیر آپ ہیں جب کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا فرمان پھاڑ دیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے رد عمل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ احناف اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور وہ اپنے بل بوتے پر مستحکم ہو گئے تو وہ وجہ ہی باقی نہیں رہی تھی جو تالیف قلب کی طرف مسلمانوں کو لے جاتی تھی۔ اس لیے صحابہ کرام نے اجماع کر لیا کہ اب کفار کو مال نہیں دیا جائے گا لہذا یہ حصہ مستقل طور پر ساقط ہو چکا ہے[11]۔

سید مودودی نے شوافع کی یہ دلیل نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی غیر مسلم کو زکوۃ کے مال میں سے کچھ نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ تالیف قلب کی غرض سے ان کو جب بھی عطا فرماتے تھے ،غنائم میں سے عطا فرماتے تھے۔

اس کے بعد سید مودودی اپنا موقف لکھتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ ایسی کوئی نص موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ تالیف قلب کو ساقط کر دیا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اور کہا وہ بھی غلط نہیں تھا۔ در اصل یہ اسلامی حکومت پر منحصر ہے کہ وہ اگر تالیف قلب کے لیے غیر مسلموں کو مال دینا ضروری سمجھے تو دے سکتی ہے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کو ایسا نہ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے[12]۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ جب ضرورت محسوس ہو تو اس کا عملی مظاہرہ ضرور ہونا چاہیے کیونکہ اس کے گنجائش خود اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی نظریہ ضرورت کے تحت وہ قدم اٹھایا تھا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام کا تالیف قلب کے سقوط پر اتفاق ہو گیا تھا۔

جہاں تک امام شافعی کے موقف کا تعلق ہے تو وہ اس حد تک تو بالکل درست ہے کہ جب اسلامی ریاست کے بیت المال میں دیگر مدات میں مال موجود ہو تو پھر تالیف قلب کے لیے زکوۃ کا مال خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ضرورت کے وقت جس طرح فاسقوں پر زکوۃ کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے اسی طرح غیر مسلموں پر بھی اس کے خرچ کی راہ نکالی جا سکتی ہے۔ قرآن مجید میں مولفۃ القلوب کو ایمان کے دعویٰ کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام کے مصالح کی بنیاد پر مصارف صدقات کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جہاں بھی ضرورت و حاجت کی یہ نوعیت ہو

وہاں مسلمان حکمران زکوۃ کی مد سے مال نکال کر ان لوگوں پر خرچ کر سکتا ہے جن کی تالیف صرف مال کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کو زکوۃ کے مال میں سے اس لیے کچھ نہیں دیا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس دیگر مدات میں مال موجود تھا۔ اگر زکوۃ کا مال تالیف قلب میں استعمال کرنا ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کے بارے میں امت کو آگاہ فرما دیتے[13]۔

اس حوالے سے مولانا عبد الرحمان کیلانی کا موقف بھی قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے عہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں کچھ سونا ارسال کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ سارا سونا کافروں کی تالیف قلب کے لیے خرچ کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ مزید لکھتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حذف کر دیا تھا کیونکہ ان کے پیش نظر اسلام غالب آچکا تھا اس لیے تالیف قلب کے لیے مال خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حالات وواقعات ہمیشہ ایک ہی نوعیت کے نہیں رہتے ہیں بلکہ ضرورت کے وقت تالیف قلب کی مد کو اب بھی بروئے کار لانا ممکن ہے[14]۔

مولانا امین احسن اصلاحی بھی اسی موقف کی تائید میں کھڑے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ غلبہ اسلام کے بعد اس کو ساقط قرار دیتے ہیں ان کا موقف قوی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک "پولیٹیکل مصرف" ہے اور یہ ہمیشہ حالات وواقعات کے تابع رہتا ہے۔ بعض اوقات اس کی ضرورت پیش آتی ہے اور بعض اوقات اس کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے۔ یہ طے ہے کہ بعض اوقات کسی مضبوط حکومت کو بھی شر کے رفع کے لیے اس طریقہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جو حکومت جبر اور قوت کا استعمال کرتی ہے اس لیے لیے بعض اوقات پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور کئی مرتبہ بین الاقوامی سطح کے جھگڑے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسے جھگڑوں میں الجھنا کسی بھی حکومت کے مفادات کے خلاف ہے[15]۔

مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر کی جانب جو روایت منسوب ہے وہ خبر واحد ہے۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منصوص کر دیا ہے اس کو بھلا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس طرح منسوخ کر سکتے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انھوں نے محض چند لوگوں کو دینے سے منع کر دیا تھا۔ انھوں نے اس مد کو ساقط نہیں کیا تھا۔ یہ مسلمان حکمران اور حکومت وقت کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ضرورت کے وقت لوگوں کو

دے سکتی ہے اور جب ضرورت نہ ہو تو اس سے احتراز کر سکتی ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی کا دعویٰ ہے کہ مولانا مناظر احسن گیلانی بھی اسی کے قائل ہیں[16]۔

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ فقہاء کے نزدیک دین کے غالب ہو جانے کے بعد یہ مد ختم ہو گئی ہے، لیکن اگر پھر کبھی اس قسم کی صورتحال درپیش ہو تو یہ مد پھر سے بحال ہو جائے گی[17]۔

اسی سے ملتا جلتا موقف ڈاکٹر وھبہ زخیلی کے ہاں بھی موجود ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ

"وتحل الصدقة ایضا علی فاسق وکافر من یهود ونصرانی او مجوسی ذمی او حربی[18]"

"اسی طرح فاسق اور یہود و نصاریٰ و مجوسی و ذمی اور حربی پر صدقہ کرنا بھی حلال ہے"۔

ڈاکٹر وہبہ زخیلی نے حربی کافر کے لیے صدقہ کرنے کو جائز قرار دینے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا[19]

"اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو"۔

ان کا موقف ہے کہ یتیم اور مسکین تو مسلمان معاشرے میں موجود ہوتے ہیں البتہ جہاں تک قیدی کی بات ہے تو یہ وہ غیر مسلم ہی ہو سکتا ہے جو جنگ کے بعد قید کیا جاتا ہے۔ اس طرح حربی کافر پر بھی صدقہ کرنا قرآن مجید کی رو سے جائز قرار پاتا ہے۔

تکثیری معاشرے کی معاشی حقوق کی تنظیم کی قیادت

ہر معاشرے میں ذرائع معاش انسان کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور اگر ان کی مساوی تقسیم نہ کی جائے تو امیر، امیر تر جب کہ غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے لیے حکومتی سطح پر قانون سازی کی جاتی ہے جب کہ معاشرے کی سطح پر تنظیمیں بنائی جاتی ہیں جو تاجروں اور ملازم پیشہ افراد کے معاشی حقوق کے لیے فعال اور متحرک ہوتی ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تکثیری معاشرے میں مسلمانوں کے

تعامل کے ضمن میں ایسی تنظیمیں کس نوعیت کی ہونی چاہییں اور اسلام ان کی تشکیل کی کس حد تک اجازت دیتا ہے؟اس کے جواب میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے اس ضمن میں واضح کیا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو خیر اور عدل اور نیکی کے کاموں میں غیر مسلموں کے ساتھ شرکت کرنے سے منع نہیں کرتا ہے بلکہ وہ فلاح عامہ کے امور میں آگے بڑھ کر ان کے شانہ بشانہ چلنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے[20]۔البتہ انھوں نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ فلاح عامہ کے کاموں میں اشتراک کے دوران مسلمانوں کو اپنا تشخص اور اپنی انفرادیت کو قائم رکھنا چاہیے۔ان کو اکثریت میں جذب ہونے سے احتراز کرنا چاہیے۔یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا اشتراک عمل اور تعاون بعض اوقات انتہائی ضروری ہو جاتا ہے اس لیے مسلمان برادری کی جانب سے اس کی پہل ہونی چاہیے کیونکہ اس کی مدد سے اسلام کی بہتر شبیہ دنیا کے سامنے پیش کرنا آسان ہوتا ہے۔

اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس طرح کی تنظیمیں مسلمانوں کو خود بنانی چاہییں اور کوشش کرنی چاہیے کہ مسلمانوں کی اپنی آواز اتنی موثر ہو کہ اس کے نتیجے میں معاشی شعبہ توازن پر قائم ہوسکے۔اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو تنظیم سازی کے عمل میں یہ بات ملحوظ رہے کہ اس کی بالادستی مسلمانوں کے پاس ہو اور باشعور مسلمان ایسی تنظیم کو چلانے کے دوران اس امر کو یقینی بنائیں کہ کوئی بھی مسلمان یا غیر مسلم اس تنظیم کو اپنے ذاتی مفادات و اغراض کے لیے استعمال نہ کرے۔یہ تنظیم جس طرح مسلمانوں کے معاشی حقوق کے لیے متحرک ہوگی اسی طرح بلا امتیاز مذہب دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے حقوق کے لیے بھی کام کرے گی۔کہا جاسکتا ہے کہ اپنی روح کے مطابق تو اس تنظیم کا مزاج اسلامی ہوگا اور اسلامی نظام میں غیر مسلموں کے حقوق کا بھی پوری طرح خیال رکھا جاتا ہے۔اپنی حکومتوں میں مسلمانوں نے ذمیوں کے ساتھ مل کر ایسے کئی کام کیے ہیں اسی طرح آج غیر مسلم حکومتوں کے ماتحت رہنے والے مسلمان بھی ایسے امور سرانجام دے سکتے ہیں۔

غیر مسلم پر جزیہ کا اطلاق

مسلمان علماء کے ایک گروہ کا موقف ہے کہ غیر مسلموں کو دبا کر ان سے بغرضِ حقارت،اذلال اور عقوبت جزیہ لیا جائے گا[21]۔

علماء کے دوسرے گروہ کا موقف ہے کہ جب ریاست مکمل طور پر اسلامی نوعیت کی ہو اور اس میں غیر مسلم بھی رہائش پذیر ہوں تو اسلامی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی غیر مسلم آبادی کی آبرو، جان اور مال کی حفاظت کرے۔اس تحفظ کے بدلے میں اس غیر مسلم آبادی پر ایک مخصوص ٹیکس عائد کیا جاتا ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں جزیہ کہا جاتا ہے۔اس ٹیکس کے علاوہ حکومت ان پر کوئی دوسرا ٹیکس عائد نہیں کر سکتی ہے۔ ٹیکس ادا کرنے کے بعد وہ ریاستی فوج میں شامل ہونے کے لیے مجبور نہیں کیے جاسکتے ہیں۔یہ ٹیکس غیر مسلموں کے لیے کسی تحقیر یا توہین کی علامت نہیں ہے بلکہ حکومتِ وقت اپنے مسلمان باشندوں سے بھی ٹیکس لیتی ہے جس کو زکوۃ کہا جاتا ہے[22]۔اس کے بدلے میں مسلمان شہریوں کو اسلامی ریاست جو تحفظ دیتی ہے وہی تحفظ غیر مسلم شہریوں کو دیا جاتا ہے۔ مسلمان شہریوں سے زکوۃ جب کہ غیر مسلم شہریوں سے جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔

اسی لیے ڈاکٹر حمید اللہ نے اس کو تحفظ کا معاوضہ قرار دیا ہے[23]۔انھوں نے اس کی توضیح میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی جنگیں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے ہوتی ہیں اور ایسی جنگ میں مسلمان اپنے غیر مسلم شہریوں کو شامل ہونے کے لیے مجبور نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اس دین اور مذہب پر ایمان ہی نہیں رکھتے جس کے تحفظ کے لیے مسلمان تلوار اٹھاتے ہیں۔ اس لیے غیر مسلم آبادی کو جنگ میں اپنا حصہ دار بنانے کے بجائے ان کا تحفظ کیا جاتا ہے اور اس تحفظ کے بدلے میں ان سے ایک مخصوص مد کے طور پر جزیہ کی رقم لی جاتی ہے[24]۔

معلوم ہوتا ہے کہ تکثیری ثقافت کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء کے دوسرے گروہ کا موقف راجح ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن فقہا نے جزیہ کو بطور عقوبت ایک مالی اذلال قرار دیا ہے ان کو تکثیری نوعیت کی معاشرت کے ساتھ واسطہ نہیں پڑا ہے۔یہ جدید عہد کی کہانی ہے۔اب دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں نے غیر مسلموں کو جنگ اور طاقت کے زور پر مفتوح نہیں کیا ہے بلکہ یہ غیر مسلموں کے ساتھ اپنی مرضی سے رہتے ہیں۔ یہاں فتح اور شکست کا نہیں بلکہ رضا اور خوش دلی کا معاملہ ہے اس لیے اگر کوئی غیر مسلم، مسلمانوں کے ملک میں رہائش اختیار کرے اور مسلمان اس سے سماجی، معاشی اور عسکری تحفظ کے مد میں کوئی رقم لیں اور وہ اپنی خوشی سے یہ رقم دے تو اس میں اس کی کوئی حقارت و تحقیر نہیں ہے بلکہ اس میں اس کا کردار معاہد ذمی کا ہو گا۔

حوالہ جات

[1] ابویوسف، کتاب الخراج، صفحہ نمبر285، مکتبہ فاروقیہ، پشاور

Abu Yosuf, Kitab ul Kharaj, safha number 285, maktabah faroqiya, Peshawar

[2] کتاب الخراج، صفحہ نمبر257

Kitab ul Kharaj, Safha number 257

[3] محمد یوسف قرضاوی، غیر مسلمین فی مجتمع الاسلامی، صفحہ نمبر15، دار الفکر، بیروت

Muhammad Yosuf Qardhawi, Gair Muslimeen fi majtama il Islami, safha number 15, Dar ul Fikar, Bairot.

[4] علاؤالدین حصکفی، الدر المختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی1399ھ

Alau ud Din Hasfiki, Aldar ul Mukhtar, HM Saeed company, Karachi 1399H

[5] شمس الدین سرخسی، المبسوط، دار المعرفۃ، بیروت، جلد نمبر13، صفحہ نمبر137

Shams ul Din Sarkhasi, Almabsot, Dar ul Marfat, Bairot, Jild number 13, safha number 137

[6] التوبۃ:60

Al-Touba: 60

[7] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، جلد نمبر3، صفحہ نمبر592، 591، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009

Ameen Ahsan Islahi, Tadabbur e Quran, jild number 3, sfha number 592, Faran foundation, Lahore, 2009

[8] پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، جلد نمبر2، صفحہ نمبر223، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1995

Peer Karam Shah Al-Azhari, tafseer Zia ul Quran, jild number 2, safha number 223, Zia ul Quran publications, Lahore, 1995

[9] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد نمبر4، صفحہ نمبر396، مکتبۃ المعارف القرآن، کراچی، 2008ء

Mufti Muhammad Shafi, Muarif ul Quran, jild number 4, safha number 396, maktabat Muarif ul Quran, Karachi, 2008

[10] اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، جلد نمبر2، صفحہ نمبر140، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن

Ashraf Ali thanvi, Byan ul Quran, jild number 2, safha number 140, maktaba Rehmaniya, Lahore, S.N

[11] احناف کے موقف کی تصریح کے لیے دیکھیے: اللباب فی علوم الکتاب، جلد نمبر10، صفحہ نمبر126، 125، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ۔

Ahnad k moaqqaf ki tasreh k liye dekhiye: albab fi ulom il Kitab, jild number 10, safha number 125,126, Dar ul Kutub ul Ilmiya, Bairot, 1419H

[12] مولانا غلام رسول سعیدی کا بھی یہی موقف ہے۔ دیکھیے: تبیان القرآن، جلد نمبر5، صفحہ نمبر173

Moulana Ghulam Rasool Saeedi ka bhi yahi moaqqaf he. Dekhiye: Tibyan ul Quran, jild number 5, safha number 173

[13] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد نمبر2، صفحہ نمبر306 تا208، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔ س ن

Sayyad Abu ul Aala Moudodi, Tafheem ul Quran, jild number 2, safha number 306 to 308, adaro tarjuman ul Quran, Lahore. S.N

[14] مولانا عبد الرحمان کیلانی، تیسیر القرآن، جلد نمبر2، صفحہ نمبر227، مکتبۃ السلام، لاہور، 1432ھ

Moulana Abdul Rehman Kelani, Taiseer ul Quran, jild number 2, safha number 227, maktabat ul Salam, Lahore, 1432H

[15] تدبر قرآن، جلد نمبر3، صفحہ نمبر592

Tadabbur Quran, jild number 3, safha number 592

[16] عبد الماجد دریا آبادی، تفسیر ماجدی، صفحہ نمبر444، پاک کمپنی، لاہور

Abdul Majid Darya Abadi, tafseer Majidi, safha number 444, Pak company, Lahore

[17] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، جلد نبر6، صفحہ نمبر295، انجمن خدام القرآن، پشاور، 2011

Docotr Israr Ahmad, Bayan ul Quran, jild number 6, safha number 295, Anjuman e Khuddam ul Quran, Peshawar, 2011

[18] الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد نمبر2، صفحہ نمبر2057

Alfiqh ul Islami wa Adiltah, jild number 2, safha number 2057

[19] الدھر/ الانسان:8

Al-Dahar/ Al-Insan:8

[20] "والخلاصۃ ان الاسلام لا یتوانی لحظۃ واحدۃ عن سعیہ لا قامۃ علاقات بینۃ مع غیر المسلمین لتحقیق التعاون البناء فی سبیل الخیر والعدل والبر والامن وحمایۃ الحرمات ونحو ذلک"۔(فقہ الاسلامی وادلتہ، جلد نمبر8، صفحہ نمبر6421)

[21] شمس الدین ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد، جلد نمبر4، صفحہ نمبر90-92

Shams ul Din ibn e Qayyam Aljouziya, Zad ul Ma'ad, jild number 4, safha number 90-92

[22] ڈاکٹر محمود احمد غازی، اسلام کا قانون بین الممالک، صفحہ نمبر229،230۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، جلد نمبر2، صفحہ نمبر40، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء

Doctor Mehmood Ahmad Ghamidi, Islam ka Qanon bain ul mumalik, safha number 229,230. Doctor Muhhamd Nijat ul Allah Siddiqui, Islam ka Nazriya malkiyat, jild number 2, safha number 40, Islamic publications, Lahore, 2006

[23] Dr. M. hamidullah, The Muslim Conduct of state, Sheikh M. Ashraf Lahore, (1977), P. 318, 299, 243, 192, 171, 119, 113, 104

[24] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، صفحہ نمبر415، پیرا نمبر367

Doctor Muhhamd Hameed ul Allah, Khutbat e Bahawalpur, safha number 415, para number 367